پنجاب کی جیلوں میں قید

جنگ 15-11-05

1992 کمسن قیدیوں کا مستقبل؟

ملک کے مستقبل کے معمار کہلانے والے بچے قاتل، چور اور ڈاکو کیسے بنتے ہیں؟

اعجاز احمد بٹ

بچے پھولوں کی طرح نرم و نازک ہوتے ہیں ان کی جس طرح تربیت کی جائے یہ ویسے ہی نشوونما پاتے ہیں۔ کسی قوم کی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کی نئی نسل کو بہتر تعلیم، اچھی صحت، مناسب غذا اور اچھا ماحول فراہم کیا جائے تاکہ جب یہ نسل ملک کی بھاگ ڈور سنبھالے تو ترقی کے نئے زینے عبور کرتے ہوئے اپنے ملک و قوم کا نام روشن کرے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بچوں کی نا صرف تعلیم و صحت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے اقدامات کئے جاتے ہیں بلکہ مختلف اسباب کی وجہ سے جرائم میں ملوث ہو جانے والے بچوں کو معاشرے کا باعزت شہری بننے کے لئے بھی کئی اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بچوں کو مختلف مسائل کا سامنا ہے جن میں بچوں کی سمگلنگ، تعلیم و صحت کی سہولتوں کا فقدان، کم عمر بچوں

گھروں سے بھاگنے والے اور ٹوٹے خاندانوں سے تعلق رکھنے والے بچے اکثر جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں

میں نشے کا رجحان، بے گھر بچوں کا غیر محفوظ مستقبل اور بچوں میں بڑھتی ہوئی جرائم کی شرح شامل ہیں۔ بہت سے بچے گھروں سے بھاگ کر بڑے شہروں کا رخ کرتے ہیں بعض اوقات ایسے بچے جرائم پیشہ افراد کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو انہیں جیب تراشی، چوری، نشے کی فروخت اور دوسرے جرائم میں ملوث کر لیتے ہیں۔ بہت سے بے گھر بچے مختلف پارکوں، فٹ پاتھوں اور ریلوے سٹیشنوں پر بھیک مانگ کر اور جیب تراشی کر کے زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض بچے منشیات کا استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس بری لت کی تسکین کے لئے جرائم میں ملوث ہو کر رقم حاصل کرنے کی

پولیس مجھے گرفتار کر کے لے گئی۔ ایک ماہ تک پولیس والے مجھ پر تشدد کرتے رہے۔ میرے دونوں پاؤں باندھ کر تلوؤں پر ڈنڈے مارتے۔ آخر پولیس کی مار سے تنگ آ کر میں نے کہا۔ ہاں میں نے ہمسائے کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔ اس کے بعد پولیس نے خود ہی کیس بنا کر عدالت میں پیش کر دیا۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے میں تاریخیں بھگت رہا ہوں۔ عدالت میں میرا ایک بار بھی بیان نہیں لیا گیا۔ میرے والد کو بھی اس کیس میں مشاورت کرنے کے الزام میں پکڑا گیا تھا ان کی 16 ماہ بعد

قیدی بچے جیل میں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں

ضمانت ہوئی۔ وہ ڈرائیور تھے نوکری بھی چلی گئی۔ میرے چھوٹے بہن بھائی کو ماموں گاؤں لے گیا اور میں یہاں جیل میں ناکردہ جرم کی سزا کاٹ رہا ہوں۔''

10 بسالہ عبداللہ ولد ظفر نے بتایا ''میں ضلع اوکاڑہ کا رہنے والا ہوں۔ میرے 5 بھائی اور ایک بہن ہے۔ فیصل

کے جرم میں اندر ہے۔ وہاں خاندانی دشمنیوں کے نتیجے میں ہونے والی قتل کی وارداتوں کے بعد بعض افراد اپنے اٹھارہ

مختلف جرائم میں ملوث نوعمر قیدیوں کی تعداد کا چارٹ

زیر دفعہ	جرائم	زیر سماعت (لڑکے)	زیر سماعت (لڑکیاں)	سزایافتہ (لڑکے)	سزایافتہ (لڑکیاں)
302 پی پی سی	قتل	432	4	147	2
324/325 پی پی سی	مسلح حملہ	197	-	25	-
420,392/395	ڈکیتی	159	-	10	-
411/452,379/382	چوری	161	1	8	-
375,363/362	ریپ	12	-	-	-
3/4 پی ای او ایچ	منشیات سمگلنگ	158	-	73	2
11&19 زیڈ ایچ او	زنا آرڈی ننس	135	8	20	1
12 زیڈ ایچ او	غیر فطری فعل	122	-	33	-
....	دیگر جرائم	49	-	1	-

پنجاب کی جیلوں میں نوعمر قیدیوں کا چارٹ

کل نوعمر قیدی	1992
لڑکوں کی تعداد	1974
لڑکیوں کی تعداد	18
سزائے موت کے قیدی	13
سزایافتہ لڑکے	357
سزایافتہ لڑکیاں	5
انڈر ٹرائل لڑکے	1604
انڈر ٹرائل لڑکیاں	13
جیلوں کی کل تعداد	30
بچوں کی خصوصی جیل	2

432 کے خلاف قتل کے مقدمات زیر سماعت ہیں جبکہ 147 کو سزا مل چکی ہے

کی تسکین کے لئے جرائم میں ملوث ہو کر رقم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پنجاب کی 30 جیلوں میں قید بچوں کی تعداد سے بھی بچوں میں جرائم کی شرح کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ پنجاب کی جیلوں میں کل 1992 اکیس سال سے کم عمر افراد ہیں۔ ان میں 1974 لڑکے اور 18 لڑکیاں ہیں۔ سب سے زیادہ بچے فیصل آباد میں بچوں کی خصوصی جیل میں ہیں یہاں 479 نوعمر قیدی ہیں۔ بہاولپور میں موجود نوعمر قیدیوں کی جیل میں 106 قیدی ہیں جبکہ سیالکوٹ، راولپنڈی، گوجرانوالہ، لاہور اور ساہیوال کی جیلوں میں نوعمر قیدیوں کی تعداد بالترتیب 164, 148, 123, 108 اور 97 ہے۔ ان جیلوں میں نوعمر لڑکیوں کی کل تعداد 18 ہے جن میں سے 9 خواتین جیل ملتان میں قید ہیں۔ گوجرانوالہ، شیخوپورہ، جھنگ، سرگودھا اور

جیل میں بچوں کو مختلف قسم کے کورسز کروانے کے لئے کلاسیں لگائی جاتی ہیں

ٹاؤن میں اپنے ماں باپ کے ساتھ کرائے کے مکان میں رہتا تھا اور ایک کوٹھی میں ملازم تھا۔ کچھ عرصہ قبل تھانہ لیاقت آباد والوں نے سودا سلف خریدنے کے لئے جاتے ہوئے راستے میں روک کر کہا کہ تم چوریاں کرتے ہو۔ پندرہ روز انہوں نے مجھے تھانے میں بند رکھا پھر رہا کر دیا۔ اب چھ ماہ قبل انہوں نے مجھے دوبارہ چوری کے الزام میں گرفتار کر کے بہت تشدد کیا۔ پولیس اہلکار میرے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کے اندر سوئی چبھو کر مجھ پر تشدد کرتے بعد میں میرے انگوٹھے کا ناخن موچنے سے کھینچ دیا اور زخم پر مرچیں ڈالیں۔ میں تشدد برداشت نہ کرتے ہوئے چیختا رہا اور پھر میری جیب سے ڈیڑھ سو روپے نکال کر میرے خلاف چوری کا مقدمہ درج کر لیا۔ چھ ماہ میں جب بھی پیشی کے لئے لے جایا گیا ہر بار ریڈر سے نئی تاریخ لے کر پولیس مجھے واپس لے آتی ہے۔"

لاہور اور شیخوپورہ کی جیلوں کے اندر نوعمر قیدیوں کو تعلیم دینے کیلئے بھی انتظامات کئے گئے ہیں۔ لاہور ڈسٹرکٹ جیل میں قیدی بچوں کے سکول میں طالب علموں کی تعداد مختلف اوقات میں 120 سے 300 تک پہنچ جاتی ہے۔ بہت سے قیدی بچوں نے بتایا کہ وہ ماں باپ میں طلاق ہونے، دوسرے شہروں اور قصبوں سے روزگار کمانے کیلئے بڑے شہروں میں آنے کے بعد جرائم پیشہ افراد کے ہتھے چڑھنے اور پولیس کے غلط رویے کی وجہ سے جیلوں میں پہنچے ہیں۔ شیخوپورہ جیل میں 80 کے قریب بچے ہیں، جن میں سے ایک بڑی اکثریت قتل

پنجاب کی جیلوں میں قید

جنگ 15.11.05

1992 کمسن قیدیوں کا مستقبل؟

ملک کے مستقبل کے معمار کہلانے والے بچے قاتل، چور اور ڈاکو کیسے بنتے ہیں؟

پولیس مجھے گرفتار کر کے لے گئی۔ ایک ماہ تک پولیس والے مجھ پر تشدد کرتے رہے۔ میرے دونوں پاؤں باندھ کر تلوؤں پر ڈنڈے مارتے۔ آخر پولیس کی مار سے تنگ آ کر میں نے کہا۔ ہاں میں نے ہمسائے کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔ اس کے بعد پولیس نے خود ہی کیس بنا کر عدالت میں پیش کر دیا۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے میں تاریخیں بھگت رہا ہوں۔ عدالت میں میرا ایک بار بھی بیان نہیں لیا گیا۔ میرے والد کو بھی اس کیس میں مشاورت کرنے کے الزام میں پکڑا گیا تھا ان کی 16 ماہ بعد

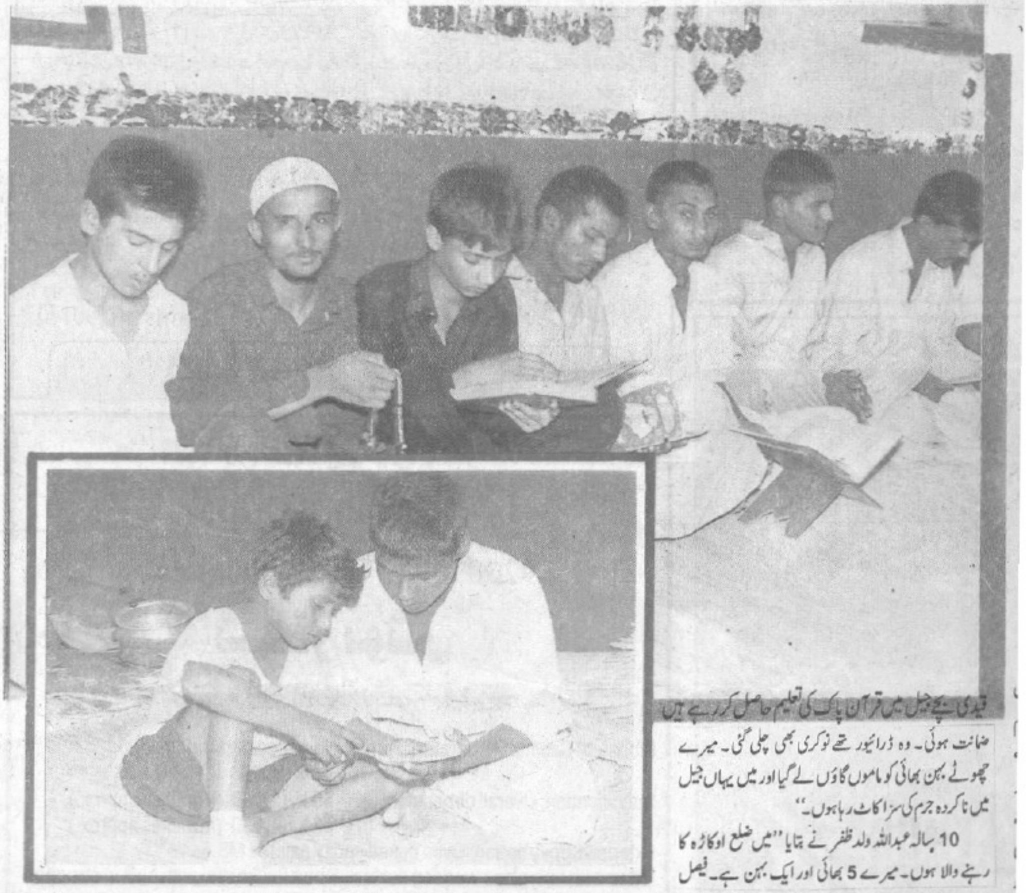

قیدی بچے جیل میں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں

ضمانت ہوئی۔ وہ ڈرائیور تھے نوکری بھی چلی گئی۔ میرے چھوٹے بہن بھائی کو ماموں گاؤں لے گیا اور میں یہاں جیل میں ناکردہ جرم کی سزا کاٹ رہا ہوں۔"

10 سالہ عبداللہ ولد ظفر نے بتایا "میں ضلع اوکاڑہ کا رہنے والا ہوں۔ میرے 5 بھائی اور ایک بہن ہے۔ فیصل

کے جرم میں اندر ہے۔ وہاں خاندانی دشمنیوں کے نتیجے میں ہونے والی قتل کی وارداتوں کے بعد بعض افراد اپنے اٹھارہ

اقدامات کے بارے میں آئی جی جیل خانہ جات کے ترجمان نے بتایا "پنجاب کی مختلف جیلوں میں قید نوعمر قیدیوں کی نصابی تعلیم کے لئے پہلی سے دسویں تک کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ مختلف فلاحی انجمنوں اور حکومت کی جانب سے ٹیچر مقرر کئے گئے ہیں۔ جن بچوں کا رجحان تعلیم کی جانب نہیں ہوتا انہیں ٹیکنیکل تعلیم اور مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ سزا کے بعد معاشرے میں باعزت روزگار کمانے کے قابل ہو سکیں۔ بہاولپور اور فیصل آباد میں نوعمر قیدیوں کی خصوصی جیلیں بنائی گئی ہیں۔ ان جیلوں میں نوعمر قیدیوں کو باغبانی، کمپیوٹر، ٹیلرنگ، ووڈ ورک کی تعلیم دی جاتی ہے۔

فیصل آباد اور بہاولپور میں نوعمر قیدیوں کے لئے خصوصی جیلیں بنائی گئی ہیں جہاں انہیں بہت سی سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ نوعمر قیدیوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لئے فیصل آباد جیل میں جمنیزیم بنایا گیا ہے۔ ایک بینڈ ترتیب دیا گیا ہے جس کے لئے ایک سپیشلسٹ بینڈ ماسٹر رکھا گیا ہے ان قیدیوں کو انڈور گیمز مثلاً فٹ بال، والی بال، کیرم، لڈو، بیڈمنٹن، بلیئرڈ اور کرکٹ (سافٹ بال) کھیلنے کے لئے گراؤنڈ مہیا کی گئی ہیں۔ اب راولپنڈی میں بھی بچوں کی خصوصی جیل بنانے کا منصوبہ زیرغور ہے۔ نوعمر قیدیوں کی روحانی تربیت کے لئے انہیں کلمہ، وضو، نماز، قرآن پاک ناظرہ و حفظ پڑھانے کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ جرائم میں ملوث اکثر قیدی بچوں کو کلمہ تک نہیں آتا۔ ایسے بچوں کو بنیادی اسلامی اشعار سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ ان کے کھانے اور نماز کے اوقات کا شیڈول بنایا جاتا ہے۔ کچھ بچوں کی جرائم میں ملوث ہونے کی وجہ سے تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے۔ ایسے بچوں کو جیلوں میں اسی کلاس سے تعلیم دی جاتی ہے جہاں سے ان کی تعلیم کا سلسلہ ٹوٹا تھا۔ اس کے علاوہ تمام بیرکوں میں ٹی وی بھی رکھا جاتا ہے تاکہ نوعمر قیدی رات کو اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔ ایسے نوعمر قیدی جن کے کیس زیر سماعت ہوں ان کو مقامی جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔ اٹھارہ سال سے زائد عمر کے سزایافتہ قیدیوں کو فیصل آباد بچوں کی خصوصی جیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ سنٹرل پنجاب اور شمالی پنجاب سے تعلق رکھنے والے نوعمر قیدیوں کے لئے فیصل آباد جیل بننے کے بعد سہولت ہوگئی ہے کیونکہ اس سے قبل وہ دور دراز کی جیلوں میں منتقل کر دیئے جاتے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے خاندان سے بالکل منقطع ہو کر رہ جاتے تھے۔ پنجاب کی جیلوں میں نوعمر قیدیوں کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی وجہ سے اب وہ بڑے مجرم بن کر جیلوں سے رہا ہونے کی بجائے باعزت شہری بن کر نکلتے ہیں۔ نوعمر قیدیوں کو سورج نکلنے کے آدھ گھنٹہ بعد بیرک سے نکالا جاتا ہے اور سورج غروب ہونے سے آدھ گھنٹہ قبل بیرک میں بند کر دیا جاتا ہے

ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں موجود نوعمر قیدیوں کے بارے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل ضیاء اللہ نے بتایا "ڈسٹرکٹ جیل میں ہر روز صبح تعلیم القرآن ٹرسٹ والے نوعمر قیدیوں کو دینی تعلیم دیتے ہیں اس کے بعد مختلف تعلیمی اور ووکیشنل ٹریننگ کے کورس کرائے جاتے ہیں جن میں سلائی کڑھائی، کرسیوں کی کیننگ، بک بائنڈنگ اور پہلی سے دسویں کلاس تک کی تعلیم شامل ہے۔ تین ٹیچر روزانہ آتے ہیں جو ساڑھے بارہ بجے تک تعلیم دیتے ہیں۔ اگر کسی نوعمر قیدی کو ایک سال تک قید کی سزا ہو تو اسے کیمپ جیل لاہور میں رکھا جاتا ہے۔ اگر سزایافتہ قیدی کی عمر 21 سال سے زائد ہو تو اسے سنٹرل جیل لاہور میں اور اگر اس کی عمر اس سے کم ہو تو اسے فیصل آباد میں بچوں کی خصوصی جیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جمعہ اور ہفتہ کے روز نوعمر قیدیوں کی ان کے قریبی رشتہ داروں سے ملاقات کرائی جاتی ہے۔ تاہم دوستوں کو ملاقات کی اجازت نہیں دی جاتی۔"

قیدی بچوں کے لئے بہت سی این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ ایک فاؤنڈیشن کی طرف سے تمام قیدیوں کو 34 کلو گرام وزنی رمضان گفٹ دیئے گئے ہیں جس میں چینی، پتی، کھجوریں، کمبل، گھی، دالیں اور چاول شامل ہیں۔ اسی طرح

مختلف جرائم میں ملوث نوعمر قیدیوں کی تعداد کا چارٹ

زیر دفعہ	جرائم	زیر سماعت (لڑکے)	زیر سماعت (لڑکیاں)	سزایافتہ (لڑکے)	سزایافتہ (لڑکیاں)
302 پی پی سی	قتل	432	4	147	2
324/325 پی پی سی	مسلح حملہ	197	-	25	-
420,392/395	ڈکیتی	159	-	10	-
411/452,379/382	چوری	161	1	8	-
375,363/362	ریپ	12	-	-	-
3/4 پی ای او ایچ	منشیات سمگلنگ	158	-	73	2
11&19 زیڈ ایچ او	زنا آرڈی ننس	135	8	20	1
12 زیڈ ایچ او	غیر فطری فعل	122	-	33	-
....	دیگر جرائم	49	-	1	-

پنجاب کی جیلوں میں نوعمر قیدیوں کا چارٹ

کل نوعمر قیدی	1992
لڑکوں کی تعداد	1974
لڑکیوں کی تعداد	18
سزائے موت کے قیدی	13
سزایافتہ لڑکے	357
سزایافتہ لڑکیاں	5
انڈر ٹرائل لڑکے	1604
انڈر ٹرائل لڑکیاں	13
جیلوں کی کل تعداد	30
بچوں کی خصوصی جیل	2

432 کے خلاف قتل کے مقدمات زیر سماعت ہیں جبکہ 147 کو سزا مل چکی ہے

جیل میں بچوں کو مختلف قسم کے کورسز کروانے کے لئے کلاسیں لگائی جاتی ہیں،

ٹاؤن میں اپنے ماں باپ کے ساتھ کرائے کے مکان میں رہتا تھا اور ایک کوٹھی میں ملازم تھا۔ کچھ عرصہ قبل تھانہ لیاقت آباد والوں نے سودا سلف خریدنے کے لئے جاتے ہوئے راستے میں روک کر کہا کہ تم چوریاں کرتے ہو۔ پندرہ روز انہوں نے مجھے تھانے میں بند رکھا پھر رہا کر دیا۔ اب چھ ماہ قبل انہوں نے مجھے دوبارہ چوری کے الزام میں گرفتار کر کے بہت تشدد کیا۔ پولیس اہلکار میرے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کے اندر سوئی چبھو کر مجھ پر تشدد کرتے بعد میں میرے انگوٹھے کا ناخن موچنے سے کھینچ دیا اور زخم پر مرچیں ڈال دیں۔ میں تشدد برداشت نہ کرتے ہوئے چیختا رہا اور پھر میری جیب سے ڈیڑھ سو روپے نکال کر میرے خلاف چوری کا مقدمہ درج کر لیا۔ چھ ماہ میں جب بھی پیشی کے لئے لے جایا گیا ہر بار ریڈر سے نئی تاریخ لے کر پولیس مجھے واپس لے آتی ہے۔''

لاہور اور شیخوپورہ کی جیلوں کے اندر نوعمر قیدیوں کو تعلیم دینے کیلئے بھی انتظامات کئے گئے ہیں۔ لاہور ڈسٹرکٹ جیل میں قیدی بچوں کے سکول میں طالب علموں کی تعداد مختلف اوقات میں 120 سے 300 تک پہنچ جاتی ہے۔ بہت سے قیدی بچوں نے بتایا کہ وہ ماں باپ میں طلاق ہونے، دوسرے شہروں اور قصبوں سے روزگار کمانے کیلئے بڑے شہروں میں آنے کے بعد جرائم پیشہ افراد کے ہتھے چڑھنے اور پولیس کے غلط رویئے کی وجہ سے جیلوں میں پہنچے ہیں۔ شیخوپورہ جیل میں 80 کے قریب بچے ہیں جن میں سے ایک بڑی اکثریت قتل

سال سے کم عمر بچوں کے نام قاتلوں میں لکھوا دیتے ہیں کیونکہ 18 سال سے کم عمر بچوں کو سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ بعض قیدی بچوں نے بتایا کہ وہ جیل کی زندگی سے تنگ آ چکے ہیں۔ بعض بچوں نے بتایا کہ بڑی بڑی گاڑیاں عالی شان کوٹھیاں اور دوسرے بچوں کے قیمتی کپڑے دیکھ کر ان میں حسد پیدا ہوتا ہے اس لئے وہ جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔ چار بار جیل میں آنے والے 12 سالہ زوہیب نے بتایا کہ وہ ایئر پورٹ اور اہم جگہوں پر جیب تراشی کر کے 15 ہزار روپے تک کما لیتا ہے اس لئے وہ کوئی کام کرنے کی بجائے جیب تراشی کو پسند کرتا ہے۔

پنجاب کی مختلف جیلوں میں قیدی بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی جسمانی و روحانی نشو و نما کے لئے کئے جانے والے غریب قیدی بچوں کے کیسوں کی سماعت کے لئے حکومتی سطح پر اقدامات کرنے کے ساتھ ساتھ بعض مخیر حضرات سے بھی رجوع کیا جائے۔ رہا ہونے والے بچوں کو بہتر روزگار مہیا کرنے اور ان کی رہائش کے لئے بھی ادارے بنائے جائیں۔ کیونکہ جب ایسے بچوں کا رہائی کے بعد معاشرتی استحصال ہوتا ہے تو وہ دوبارہ جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو بچے گھروں سے بھاگے ہوتے ہیں ان کے جیل میں جانے کے بعد ان کے گھر والوں کو بھی اطلاع نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وکیل وغیرہ نہیں کرایا جا سکتا۔ چھوٹی جیلوں میں گاڑیاں نہ ہونے کی وجہ سے ایسے بچوں کو عدالت میں اکثر پیش نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے ان کی سزا کی میعاد بڑھتی جاتی ہے۔

شاہ پور لی جیلوں میں بالترتیب 3, 1, 3, 1 اور 1 نوعمر لڑکیاں قید ہیں۔ کم عمر لڑکوں میں سے 357 سزا یافتہ اور 1604 انڈر ٹرائل ہیں جبکہ 13 کو سزائے موت سنائی جا چکی ہے۔ نوعمر لڑکیوں میں سے 5 سزا یافتہ اور 13 انڈر ٹرائل ہیں۔ نوعمر لڑکے اور لڑکیاں کس طرح کے جرائم میں ملوث ہوتے ہیں؟ اس بارے میں اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں 432 نوعمر لڑکوں کے خلاف قتل کے کیس زیر سماعت ہیں جبکہ 147 کو سزا ہو چکی ہے۔ قتل کے مختلف کیسوں میں 2 لڑکیوں کو سزا ہو چکی ہے جبکہ 4 کے کیس زیر سماعت ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوعمر قیدی لڑکے اور لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد قتل کے کیسوں میں ملوث ہے اور ان کے خلاف زیر دفعہ 302 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ نوعمر افراد کے خلاف 197 مسلح حملے کے مقدمات زیر سماعت ہیں۔ 25 لڑکوں کو ایسے کیسوں میں سزا ہو چکی ہے۔ نوعمر قیدیوں کے ڈکیتی کے 195 مقدمات زیر سماعت ہیں جبکہ 10 قیدی سزا یافتہ ہیں۔ چوری کے مقدمات میں سے 161 لڑکوں کے خلاف جبکہ ایک لڑکی کے خلاف زیر سماعت ہیں۔ 8 لڑکوں کو چوری کرنے کے جرم میں سزا ہو چکی ہے۔ نوعمر لڑکوں کے خلاف ریپ، غیر فطری فعل، منشیات اور دیگر جرائم کے بالترتیب 12, 122, 158 اور 49 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ نوعمر لڑکیوں کے خلاف سب سے زیادہ زنا آرڈیننس کے تحت مقدمات زیر سماعت ہیں۔ زنا آرڈیننس کے تحت 135 لڑکوں اور 8 لڑکیوں کے کیس زیر سماعت ہیں جبکہ 20 لڑکوں اور ایک لڑکی کو سزا دی جا چکی ہے۔

مختلف جیلوں میں نوعمر قیدیوں کو جیونائل (JUVENILES) بیرکوں میں رکھا جاتا ہے۔ ان بیرکوں کو عمر کے لحاظ سے مزید چار حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے یعنی 12 سال تک، 12 سے 15 سال تک، 15 سے 18 سال تک اور 18 سے 21 سال تک کے قیدیوں کو علیحدہ بیرکوں میں رکھا جاتا ہے۔ حکومت نے نوعمر قیدیوں کو سزائے موت نہ دینے کے بارے میں جیونائل جسٹس سسٹم آرڈیننس 2000ء جاری کیا تھا۔ جس کے تحت کسی ایسے بچے کو جس کی عمر جرم کے ارتکاب کے وقت 18 سال سے کم ہو اسے قانونی طور پر سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ تاہم پنجاب کی جیلوں میں جو 13 سزائے موت کے نوعمر قیدی ہیں وہ اس آرڈیننس سے پہلے کے سزا یافتہ ہیں۔ مختلف جیلوں میں قیدیوں کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے جب ڈسٹرکٹ جیل لاہور کا دورہ کیا گیا تو قیدی بچوں کے لئے کئے جانے والے اقدامات کچھ بہتر نظر آئے تاہم کچھ قیدی بچوں نے اپنے خلاف لگائے جانے والے الزامات کی تردید کی۔

11 سالہ یقین خان ولد مشال خان نے بتایا "میرا تعلق ضلع اٹک کی تحصیل جھنڈ کے گاؤں نکہ خورد سے ہے۔ میں نشتر کالونی لاہور میں اپنے والد اور دو چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ کرائے کے گھر میں رہتا تھا۔ میری والدہ فوت ہو چکی ہے اس لئے مجھے گھر کا کام کاج بھی کرنا پڑتا تھا۔ گزشتہ سال مارچ میں ہمارے ہمسائے نے مجھ پر الزام عائد کر دیا کہ میں نے اس کے 9 سالہ بیٹے کو کہیں چھپا دیا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے ان کے بیٹے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تاہم انہوں نے تھانہ نشتر کالونی میں میرے خلاف پرچہ درج کر دیا۔ میں اتوار والے دن اپنے سکول کی وردی دھو رہا تھا کہ